

جب اُس پر ظلم حد سے بڑھ جائے، صبر و تحمل کا بند ٹوٹ جائے تو وہ ظلم کے خلاف حرف شکایت زبان پر لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشاد گرامی ہے: افضل ترین جہاد اُس شخص کا ہے جو کسی حق سے ہٹے ہوئے سلطان کے سامنے کلمہ حق (یا کلمہ عدل) کہے (۳۸)۔ ایک اور موقع پر فرمایا: لوگ جب ظالم کو دیکھیں اور اُس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو بعید نہیں کہ اللہ اُن پر عذاب عام نازل نہ کر دے (۳۹)۔ ایک اور موقع پر فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ عرض کیا گیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ مظلوم ہو تو ہم اُس کی مدد کریں گے، مگر ظالم ہو تو کیسے مدد کریں؟ فرمایا: اُسے ظلم کرنے سے روک دو (۴۰)۔ ایک مرتبہ مدینہ کے کچھ لوگوں کو شبہ کی بنیاد پر گرفتار کر لیا گیا۔ ایک صحابی نے خطبہ کے دوران اُٹھ کر سوال کیا کہ میرے ہمسایوں کو بے تصور گرفتار کی گیا ہے؟ کو تو ال شہر کے تسلی بخش جواب نہ دینے پر آپ نے فرمایا: اس کے ہمسایوں کو رہا کر دو۔ (۴۱)

سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا مطالعہ سے معلوم ہوا کہ ظلم کے خلاف احتجاج کرنا ہر شہری کا حق ہے۔

۷۔ آزادی اظہار رائے

قرآن مجید نے اسلامی ریاست کے شہریوں محض یہی حق نہیں دیا کہ جب اُن پر ظلم ہو تو زبان کھولیں، بلکہ انہیں یہ حق بھی دیا ہے کہ مملکت کے معاملات و مسائل سے متعلق اپنی رائے کا آزادانہ اظہار بھی کریں۔ قرآن مجید نے اسے مومنوں کی صفت کے طور پر بیان کیا ہے۔ (۴۲)

آزادی اظہار رائے کے موضوع پر سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس کا عملی نمونہ ہمارا سامنے آتا ہے۔ ایک مسلمان آزادی اظہار رائے کی آزادی کو صرف نیکی کے فروغ کے لیے استعمال کر سکتا ہے۔ برائی کو پھیلانے کی آزادی اُسے ہرگز حاصل نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میرے بعد کچھ حکمراں ہونے والے ہیں، جو اُن کے جھوٹ میں اُن کی تائید کرے اور اُن کے ظلم میں اُن کی مدد کرے وہ مجھ میں سے نہیں (۴۳)۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ مختلف معاملات میں صحابہ کرام سے رائے لیتے اور اظہار رائے کے لیے اُن کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے۔ جنگ اُحد کے موقع پر آپ اور معمر اور جلیل القدر صحابہؓ کی رائے یہ تھی کہ مدینہ کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے، مگر حضرت حمزہؓ اور نوجوان صحابہؓ کی رائے یہ تھی کہ دشمن کا مقابلہ مدینہ سے باہر نکل کر کیا جائے۔ جب آپ نے یہ دیکھا کہ اکثریت کی رائے باہر نکل کر جنگ کرنے کے حق میں ہے تو اسی رائے کے مطابق عزم جنگ فرمایا اور تھھیرا بندی کے لیے حجرہ مبارکہ میں تشریف لے گئے۔ اس دوران معمر صحابہؓ نے نوجوانوں کو عار دلائی کہ تم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کا لحاظ کیے بغیر اُن کو تکلیف میں ڈالا۔ یہ سن کر نوجوان متاثر ہوئے اور معذرت کے لیے حجرہ کے سامنے جمع ہو گئے۔ آپ باہر تشریف لائے اور اُن کی معذرت سنی تو فرمایا: عزم کے بعد نبی کی یہ شان نہیں ہے کہ مقصد کو حاصل کیے بغیر غیر مسلح ہو جائے۔ چلو اب مدینہ کے باہر ہی میدان جنگ قائم ہوگا (۴۴)۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کسی سے کہا:

”تقسیم غنیمت اللہ کی مرضی کے خلاف ہوئی ہے“۔ یہ بات بہت سخت تھی مگر آپ نے درگزر فرمایا۔ کسی اور شخص کی آواز آئی۔ ”آپ نے عدل سے کام نہیں لیا“۔ فرمایا: اگر میں عدل نہ کروں گا تو اور کون کرے گا؟ پھر کہنے والے سے آپ نے کوئی باز پرس نہ کی۔ اس طرح ایک موقع پر حضرت زبیرؓ اور ایک انصاری کا معاملہ آپ کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے حضرت زبیرؓ کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ انصاری نے غصہ میں آ کر کہا: اپنے پھوپھو بھی زاد بھائی کے حق میں فیصلہ کر دیا! آپ نے اس گستاخی سے درگزر کیا اور کچھ نہ فرمایا (۳۵)۔ ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ فلاں مقام پر پڑاؤ ڈالیں۔ ایک صحابیؓ نے دریافت کیا: یہ ارشاد وحی سے ہے یا آپ کی ذاتی رائے سے؟ آپ نے فرمایا: یہ میری ذاتی رائے ہے۔ صحابیؓ نے عرض کیا: پھر تو یہ منزل مناسب نہیں۔ اس کے بجائے فلاں فلاں منزل مناسب ہوگی۔ چنانچہ صحابیؓ کی رائے پر عمل کیا گیا (۳۶)۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنے قرض کی ادائیگی کا تقاضہ کرنے لگا۔ اُس نے بھری محفل میں سخت کلامی کی۔ اس گستاخانہ طرزِ مخاطب پر صحابہ کرامؓ کو غصہ آ گیا اور وہ اُس شخص کی سرزنش کے لیے اٹھے تو آپ نے فرمایا: اسے کہنے دو، اسے کہنے دو! جس کا کچھ حق نکلتا ہو وہ ایسی باتیں کر سکتا ہے۔ (۳۷)

سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا واقعات سے آزادیِ اظہارِ رائے کا حق اور اُس کی اہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔

۸۔ آزادیِ ضمیر و اعتقاد

اسلامی ریاست میں ہر شخص کو ضمیر و اعتقاد کی آزادی کا حق حاصل ہے قرآن مجید نے اس بنیادی انسانی حق پر واضح موقف اختیار کیا ہے اور اس میں کسی کو تبدیلی کا اختیار نہیں دیا۔ یعنی صحیح بات تو وہی ہے جس کی طرف اسلام دعوت دے رہا ہے۔ اور اس نے صحیح اور گمراہ کن خیالات کو بھی جھانٹ کر الگ کر دیا ہے تاکہ حق اور باطل کے درمیان امتیاز واضح ہو جائے۔ اب اللہ تعالیٰ کی منشاء اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کوشش تو یہی ہے کہ دنیا اسلام کے بتلائے ہوئے بنیادی انسانی حقوق کو قبول کر لے، لیکن اس معاملہ میں جبر کسی پر نہیں کیا جائے گا۔ جس کا جی چاہے وہ دلائل کی بنیاد پر انہیں قبول کر لے۔ اور جو نہ چاہے اُس کو قبولیت پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے یہ بات واضح کر دی گئی ہے (۳۸)۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور دو خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم) میں اسلامی ریاست میں ہر شخص کو ضمیر و اعتقاد کی آزادی کے بنیادی حق کو استعمال کرنے کی متعدد مثالیں ملتی ہیں جو اسلامی تاریخ کے درختاں ابواب کا حصہ ہے۔ (۳۹)

۹۔ حق مساوات

اسلام کی نظر میں دنیا کے تمام انسان مساوی حیثیت کے حامل ہیں۔ اس حیثیت میں قانونی، مذہبی، سماجی، معاشی اور سیاسی حقوق شامل ہیں۔ خون کے رشتے کی بنیاد پر پوری نوع انسانی کو ایک برادری تسلیم کیا گیا ہے۔ اسلامی ریاست کی

حدود میں بسنے والے تمام شہری قانون کی نظر میں مساوی الحیثیت ہیں۔ علاوہ ازیں ایمان کی بنیاد پر مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دے کر مساوات قائم کر دی گئی ہے۔ معاشرتی زندگی میں مسلمانوں کے درمیان تقویٰ کے سوا اور کوئی

معیار فضیلت نہیں رکھا گیا ہے۔ قرآن مجید نے اس بنیادی انسانی حق کو صراحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ (۵۰)

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول اور عمل سے حق مساوات کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش فرما دیا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ کیجیے۔ خطبہ حجۃ الوداع میں آپ نے فرمایا: کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں، اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، نہ کسی گورے کو کسی کالے پر اور نہ کسی کالے کو کسی گورے پر، ما سوا تقویٰ کے (۵۱)۔ تم سب آدم کی اولاد ہو، اور آدم مٹی سے بنائے گئے تھے (۵۲)۔ ایک اور موقع پر فرمایا: کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ کچھ پسند نہ کرے جو اپنی ذات کے لیے کرتا ہے (۵۳)۔ مسلمانوں کا بیت المال محروم شہریوں کا ذمہ دار ہے، خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم۔ اسلامی ریاست کے حکمران کی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا کوئی سرپرست نہیں اُس کا سرپرست میں ہوں (۵۴)۔ اس طرح مرنے والے کے قرض کے بارے میں فرمایا: جس کا کوئی وارث نہیں اُس کا وارث میں ہوں۔ اُس کی جانب سے دیت میں ادا کروں گا (۵۵)۔ اور آپ کا یہ مشہور قول مبارک حق مساوات کی بہترین ترجمانی کرتا ہے: کسریٰ مرچکا، آج کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا۔ (۵۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مندرجہ بالا ارشادات مبارکہ سے حق مساوات کے ضمن میں اسلامی نقطہ نظر کی بھرپور وضاحت ہو جاتی ہے۔

۱۰۔ حصول انصاف کا حق

اسلامی ریاست کا مقصد وجود ہی قائم عدل ہے جسے فرد تک پہنچانا چاہیے۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر مسلمانوں سے براہ راست خطاب کے ذریعہ اور بعض مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے اس حق کو واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔ (۵۷) بحیثیت سربراہ مملکت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہر شخص بلا امتیاز قانون کے سامنے جوابدہ تھا۔ آپ کی نظر میں حقوق انصاف کے دائرے سے رسول بھی خارج نہیں تھا۔ متعدد مرتبہ آپ نے خود اپنے آپ کو مواخذہ کے لیے پیش کیا۔ ایک مرتبہ قبریش کے ایک معزز گھرانے کی عورت نے چوری کی۔ لوگوں نے خاتون کی خاندانی عظمت کے پیش نظر اُسے سزا سے بچانے کی سفارش کی۔ اس پر آپ بہت ناراض ہوئے۔ فرمایا: تم سے پہلے بہت سے تو میں اسی وجہ سے ہلاک ہوئیں کہ جب اُن کے معاشرے کا کوئی معمولی شخص چوری کرتا تھا تو اُسے سزا ملتی اور اگر کوئی بااثر شخص چوری کرتا تو اُسے معافی ملتی۔ لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر فاطمہ (بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) بھی یہ کام کرتی تو میں اُس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا (۵۸)۔ خطبہ حجۃ الوداع میں انسانی حقوق کا یہ نکتہ بھی تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے (۵۹)۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا: امام عادل کا ایک دن ۶۰ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ مخلوق میں خدا کو

سب سے زیادہ محبوب امام عادل ہے۔ اور خدا کے نزدیک مغبوض ترین شخص امام ظالم ہے۔ (۱۰)

سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا واقعات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال سے حصول انصاف کے حق کی اہمیت کی وضاحت ہوگئی، جو بلا امتیاز عقائد، رنگ اور نسل، تمام انسانوں کو یکساں طور پر حاصل ہیں۔

خلاصہ کلام:

اسلام نے بنی نوع انسان کو بنیادی انسانی حقوق کا الہامی تصور دیا ہے، جو فکری، عقلی یا خود ساختہ نہیں ہے۔ یہ تصور نظری بھی ہے اور عملی بھی۔ قرآن و سنت نے انسانی حقوق کے تعین کی وہ صحیح بنیاد فراہم کی ہے جو عقیدہ توحید، عقیدہ رسالت اور عقیدہ آخرت پر مبنی ہے اور جس پر ایمان لا کر ہی یہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ کون سے انسانی حقوق یا ہومن رائٹس قابل تحفظ ہیں اور کون سے نہیں ہیں۔ قرآن و سنت نے بنیادی انسانی حقوق کا جامع ترین عادلانہ تصور پیش کیا ہے جو تمام انسانیت کے لیے قابل عمل ہے۔ یہ تصور، احترام آدمیت، تحفظ جان، تحفظ ملکیت، تحفظ آبرو، نئی زندگی کا تحفظ، شخصی آزادی کا تحفظ، نکاح میں انتخاب کا حق، حسن ذوق کا حق، مذہبی آزادی کا حق، ظلم کے خلاف آواز کا تحفظ، آزادی اظہار رائے، آزادی ضمیر و اعتقاد، حق مساوات، حصول انصاف کا حق، معاشی تحفظ کا حق، معصیت سے اجتناب کا حق، آزادی تنظیم و اجتماع، سیاسی زندگی میں شرکت کا حق، آزادی نقل و حرکت اور سکونت، حق اُجرت و معاوضہ، مسلمانوں کے خصوصی حقوق، غیر مسلموں کے خصوصی حقوق، جیسے تمام عنوانات پر محیط ہے۔

مراجع و حواشی

- (۱) چغتائی، محمد اکرم؛ حق، نذیر؛ کولسری، محمد اسلم (مترجمین)، ص ۳۹۹، طبع اول، ۲۹۹، اپر مال، تشریحی لغت، لاہور: اردو سائنس بورڈ، ۲۰۰۱
- (۲) گوپر، آدم اور گوپر جیسیکا، The Social Science Enclopeda، ص ۳۶۹-۳۷۰، اسلام آباد، سرومزیک کلب، ۱۹۸۹
- (۳) ہنٹ، ایلکن آئیف اور کولینڈر، ڈیوڈ سی، Social Science، ص ۸۰۶، نیویارک: میک ملن پبلیشنگ کمپنی، ۱۹۸۷
- (۴) صلاح الدین، محمد، بنیادی حقوق، ص ۳۷، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، ۱۹۷۸
- (۵) اسٹاک ہمبر، موریس، Plato Dictionary، ص ۳۲، ۵۳، ۱۳۲، ۱۴۱، ۲۳۸، ۲۸۰، ۲۸۸، نیویارک: فیلی سونیگل لائبریری، ۱۹۰۳، مزید دیکھیے: <http://www.encyclopedia.com/doc/1O48-Plato.html>
- (۶) مارش، ہنری، Documents of Liberty، ص ۱۳۷ تا ۱۳۸، انگلینڈ: ڈیوڈ ایڈ چارلز، ”منشور انسانی حقوق“، ۱۹۷۱ء، دیکھیے: <http://www.un.org/indocumentsudhr>
- (۷) چارلز، ہورڈ میکمل وین، Constitutionalism، ۱۹۴۷، نیویارک: گریٹ سیل بکس، ص ۱۳۰
- (۸) ڈیوی، رابرٹ ای، Freedom، ص ۳۲۷، نیویارک: میکملین کمپنی، ۱۹۷۰ء
- (۹) دیکھیے: عثمانی، مفتی محمد تقی، کراچی: ماہنامہ مسیحائی، شمارہ: ۳-۴، مقالہ: انسانی حقوق اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۳۳ تا ۱۳۰؛ اپریل، مئی، ۲۰۰۳، طیب، قاری محمد، مقالہ: سیرت کی جامعیت کے چند بنیادی اصول، مجلہ ”نفوس“، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نمبر

- (۴۲) سورة النساء: ۱۳۵؛ آل عمران: ۱۵۹، ۱۱۰؛ سورة التوبة: ۶۷؛ سورة المائدة: ۷۹؛ سورة الشورى: ۳۸
- (۴۳) دیکھیے کتاب: نسائی: باب البيع
- (۴۴) سیوہاروی، مولانا حفظ الرحمن، ۱۹۵۹ء، اسلام کا اقتصادی نظام، دہلی: ندوۃ المصنفین، ص ۸۹
- (۴۵) ابو یوسف، قاضی، ۱۹۶۶ء، کتاب الخراج، مترجم: صدیقی، محمد نجات اللہ، کراچی: مکتبہ چراغ راہ، ص ۵۳؛ اور دیکھیے: النسائی: کتاب الیومع
- (۴۶) نعمانی، مولانا شبلی، طبع سوم، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۲۹۵، مطبوعہ اعظم گڑھ، ج ۱۹۶۳
- (۴۷) دیکھیے کتب احادیث: بخاری: باب الظلم، باب الحقوق، ابوداؤد، ترمذی، نسائی: باب البيع
- (۴۸) البقرة: ۲۵۶؛ یونس: ۹۹، ۱۰۸؛ الغاشیہ: ۲۱، ۲۲؛ الانعام: ۷۷، ۱۰۸، ۱۰۷؛ الکہف: ۲۹؛ یس: ۱۷؛ عنکبوت: ۲۶؛ زمر: ۲۱؛ النحل: ۸۲؛ الشوری: ۱۵؛ الکافرون
- (۴۹) واقعات کی تفصیل کے لیے دیکھیے: ابو عبید، کتاب الاموال، مترجم: سورتی، عبدالرحمن طاہر، اسلام آباد: ۱۹۶۹ء، ادارہ تحقیقات اسلامی، ج ۱، ص ۱۵۲؛ دیکھیے: اصلاحی، مولانا امین احسن، اسلامی ریاست، ص ۶۹، ۱۹۵۰ء، دیکھیے: ہیگل، محمد حسین، عمر فاروق اعظم، ص ۳۰۲۔
- (۵۰) سورة الحجرات: ۱۳، ۱۰؛ سورة المائدہ: ۸؛ سورة القصص: ۴ (۵۱) مسند احمد: ۵: ۳۱۱؛ مشقی الاخبار
- (۵۲) دیکھیے کتب احادیث: بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، مسند احمد، ابن ماجہ، طبرانی
- (۵۳) دیکھیے: مشکوٰۃ: باب ما نھضی عنہ من التھاجر والتقاطع (۵۴) مسند احمد: ۴: ۱۳۳
- (۵۵) ابوداؤد: کتاب الفرائض: ۳: ۱۲۹ (۵۶) مشکوٰۃ: کتاب الفتن: باب الملاحم: ۳: ۱۵
- (۵۷) سورة الشوری: ۱۵؛ سورة النساء: ۵۸، ۱۳۵؛ سورة الانعام: ۱۵۲؛ سورة المائدہ: ۸، ۴۴، ۴۵، ۴۷؛ سورة الحدید: ۲۵؛ سورة النحل: ۹۰
- (۵۸) بخاری، کتاب الحدود: ۱۱۷۰
- (۵۹) دیکھیے کتب احادیث: بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، مسند احمد: ۵: ۳۱۱؛ مشقی الاخبار
- (۶۰) دیکھیے کتب احادیث: مسند احمد، نسائی: متعلقہ ابواب

فری میسنری تنظیم۔ ایک جائزہ

رضی الدین سید

ABSTRACT:

Freemasonry is a worldwide organisation disguised as humanitarian and welfare outfit. Covertly its aim is to promote Zionism and One-World Jewish Government, and to annihilate the Muslim and Christian communities. Ironically its membership is restricted to top level civil, industrial and military officials only. With their help, the Grand Lodges capture secret national information enabling them to bring radical revolutions of their choice. Many kings and queens of the past have been on their payrolls innocently or otherwise.

Revolutions In France, Spain and Turkey in the recent past were all the outcome of the Freemason efforts whose invisible executives had purchased local leaders from inside the concerned government and military.

Later in the 19th century, it also started functioning under the new banner and style of the "Knight Templers".

A strict oath of secrecy is obtained from its members. No membership is granted without this oath. Sex and pornography are the most lethal instruments that are used by the Freemasons to corrupt the youth and destroy their national and religious characters. Almost every country has its functional branches. In Pakistan too the Freemason Lodges had been working till the regime of Zulfikar Ali Bhutto but upon the intense pressure of the masses, Gen Ziaul Haq prohibited their continuity and the lodges were confiscated by the Government of Pakistan.

فری میسنری تنظیم، دنیا بھر میں جس کا بڑا چرچا ہے، اپنے وقت کی عالمی طاقت برطانیہ میں اس کا وجود سترھویں صدی کے وسط سے پایا جاتا ہے۔ دوسری طرف امریکا میں بھی اس کے لاجز امریکا کی آزادی کے بعد قائم کیے جا چکے تھے۔ تحریک آزادی کے امریکی رہنما بنجمن فرینکلین اس کے پہلے صدر یعنی گرانڈ کاسٹریٹ پائے تھے (۱)۔ موجودہ دور میں اس کے دفاتر پاکستان اور سعودی عرب کو چھوڑ کر تقریباً ساری دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ اصطلاح میں ان دفاتر کو لاجز (Lodges)، جبکہ اس کے مرکزی صدر دفتر کو گرانڈ لاج (Grand Lodge) کہا جاتا ہے۔

نظاہر اس کا منشور فلاح انسانیت اور فروغ انسانیت ہے۔ لیکن صدیوں کی تحقیقات کے بعد اب یہ بات کئی اطراف سے سامنے آچکی ہے کہ اس سادہ منشور کی آڑ میں فری میسنری دراصل خفیہ طور پر اصل ہیٹلر سلیمانی کی دوبارہ تعمیر، اور ساری دنیا کے لیے ایک عالمی حکومت قائم کرنا چاہتی ہے۔ اسی لیے فری میسنری کو ایک خفیہ صہیونی تنظیم گردانا جاتا ہے، جس کی رکنیت عام افراد کے لیے نہیں بلکہ ممالک کے انتہائی اونچے طبقوں (سرکاری و فوجی افسروں، صنعتکاروں، اعلیٰ سیاسی

* ڈائریکٹر۔ نیشنل اکیڈمی آف اسلامک ریسرچ، کراچی۔ برقی پتا: national.a.research@gmail.com

تاریخ موصولہ: ۱۸ اگست ۲۰۱۳ء

عہدیداروں اور عدلیہ کے بیچ صاحبان کے لیے وقف ہے۔ کڑی رازداری اس کی بنیادی شرط ہے جس کے لیے یہ اپنے ممبران سے یہ خوفناک عہد لیتی ہے۔ رازداری کے افشاء کی سزا اس کے ہاں صرف موت ہے۔ ممبران سے لیے جانے والے مختلف درجات کے عہدناموں کی چند جھلکیاں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) خدا کو حاضر ناظر جان کر عہد کرتا ہوں کہ میں فری میسنری کے رازوں کو کبھی ظاہر نہیں کروں گا، خواہ میرا گلا ہی کیوں نہ کاٹ دیا جائے، میری زبان گڈی ہی سے کیوں نہ کھینچ لی جائے، یا میرا جسم سمندر کی ریت ہی میں دفن کیوں نہ کر دیا جائے۔ (۲)

(۲) میں وعدہ کرتا ہوں، اور حلف اٹھاتا ہوں کہ اپنی کوتاہ اندیشی سے فری میسنری کے رازوں کو تحریر، طباعت، رنگ بھرنے، نشان لگانے، واضح کرنے، یا کندہ کرنے جیسی کوئی حرکت اس انداز میں نہیں کروں گا جس سے کسی لفظ، یا خط، یا کردار کا عکس جھلکے، یا کسی خصوصی شخص کی طرف اشارہ کرے۔ (۳)

(۳) کہلویا جاتا ہے کہ ”اے مقدس و قدوس امراء، اگر تم اپنا حلف توڑتے ہو تو تمہارے جسم کو جنگلی گھوڑوں کے ذریعے نکلڑے کر دیا جائے گا اور راکھ میں تبدیل کر کے، چاروں سمتوں سے چلنے والی ہواؤں کے ذریعے ہر جگہ بکھیر دیا جائے گا۔“ (۴)

(۴) فری میسنری پر تحقیق کرنے والے تمام مفکرین اس بات پر متفق ہیں کہ اندرونی طور پر یہ صرف ایک یہودی تنظیم ہے کیونکہ اس کی رسومات اور علامات عام طور پر وہی ہیں جو یہودیوں کے پُر اسرار علوم کی کتاب ”قبالہ“ میں درج ہیں۔ اپنے تقویمی سال کو بھی فری میسنری کے ذمے داران عبرانی کیلنڈر کے مطابق رکھتے ہیں جبکہ اس کے مختلف لاجز میں مصر میں بنی اسرائیل کی صحرا نوردی کے دوران لگائے گئے خیموں (Tabernacles) کی مانند ہی خیمہ لگایا جاتا ہے۔ لازم کیا گیا ہے کہ ہر لاج میں ایک سیڑھی ضرور موجود رکھی جائے۔ اس علامت کو انہوں نے تالمود کی کتاب ”زہر“ سے لیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ”سیڑھی سے ہیکل سلیمانی کا بڑا گہرا تعلق ہے“ (۵)۔ فری میسن لاج دراصل ہیکل سلیمانی کا مماثل ہے (۶) جس کا رخ ہیکل سلیمانی کی مانند مشرق ہی کی طرف ہوتا ہے۔ ان کے ہاں کے لاجز کی خاص نشانیاں تین ہیں (۶)۔ (اول) ایک آنکھ جو ابراہام مصر کے اوپر دکھائی جاتی ہے جسے خدا کی آنکھ یا (All Seeing Eye) کہا جاتا ہے، (دوم) چھ کونوں والا داؤدی ستارہ (David Star) جسے اب ”خدائی آنکھ“ بھی قرار دیا جاتا ہے۔ ان کی کتابیں بتاتی ہیں کہ اصلی ہیکل میں یہ خدائی آنکھ (چھ کونوں والا ستارہ ڈیوڈ اسٹار) ان کی کتابیں بتاتی ہیں کہ اصلی ہیکل میں یہ ”خدائی“ آنکھ ہرستون اور ہر دیوار پر نصب ہوا کرتا تھا (۷)۔ اور ایک بڑا G جس کے بظاہر معنی (God) یا (Grand Architect of Universe) کائنات کا معمارِ اعظم کے لیے جاتے ہیں۔ (۸)

معاشرے کے بااثر افراد کو فلاح انسانیت کے نام پر جمع کر کے اس تحریک کے منتظمین ان کے دلوں میں ایک طرف یہودیوں کے لیے نرم گوشہ پیدا کرتے ہیں اور دوسری جانب عیسائی و مسلم ممالک کو ہڑپ کر جانے کی خاطر سازشیں بھی پروان چڑھاتے ہیں۔ اپنے سازشی فلسفوں کے تحت اس کے ذمے داران اہم ترین حکومتی و سماجی شخصیات کو احساس دلاتے ہیں کہ حد سے زیادہ مذاہب کی بیرونی کر کے انسان تعصبات اور انتشار کا شکار ہو جاتے ہیں جبکہ ”انسانیت“ کے دائرے میں داخل ہو کر وہ سب آپس میں بھائی بھائی بن جاتے ہیں۔ وہ ذہنوں میں بٹھاتے ہیں کہ اسی باعث دنیا کا سب سے عمدہ مذہب محض ”انسانیت“ ہے۔ تاہم اس کے در پردہ خفیہ مقاصد سے عمومی طور پر اس کے اعلیٰ درجے کے تنظیمی ارکان کو بھی واقفیت حاصل نہیں ہوتی۔

”صحیح معنوں میں ”مذہب انسانیت“ کی اصطلاح ایک دھوکا ہے، فری میسنری، ”تحریک انسانیت“ نہیں بلکہ ”تحریک ایلہیست“ ہے جس کی آڑ میں ”مخدوہ بے دین، اور یہودی قوتیں، ہر شیطانی کام کو جائز قرار دے دیتی ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ انسانیت کی فلاح کے لیے کام کرتے ہیں اور مستحق اداروں کو مالی امداد بھی دیتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ مالی امداد وہ صرف یہودی اداروں اور یہودی مرد و خواتین ہی کو فراہم کرتے ہیں، جیونیش انسٹیٹیوٹ پیڈیا وضاحت کرتا ہے کہ امداد صرف فری میسنری کے بیٹوں اور بیٹیوں ہی کو دی جائے گی۔ (۹)

فری میسنری میں رکنیت کے تین درجے ہیں (i) تربیتی (ii) ساتھی (iii) ماسٹر۔ تاہم ماسٹر کا یہ آخری مقام کسی فرد کو بڑی محنت اور سخت آزمائش کے بعد ہی جا کر حاصل ہوتا ہے۔ اور اسی مقام پر پہنچ کر کسی رکن کو فری میسنری کے بعض اہم رازوں سے باخبر کیا جاتا ہے۔

تین صدیوں تک اس کے پس پردہ مقاصد سے عدم آگہی کے باعث ساری دنیا اس کے جال میں پھنستی رہی۔ اب تک تقریباً ہر مسلم و عیسائی ملک نے انہیں اپنے ہاں ”میسنری لاجز“ قائم کرنے کی کھلی اجازت دی ہوئی ہے۔ تاہم گذشتہ چار عشروں سے مسلم علماء و دانشور اس تنظیم کے خفیہ فلسفوں سے آگاہ ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ چنانچہ اسی لیے وہ اپنے اپنے ممالک سے اس تحریک کو یا تو نکال باہر کر رہے ہیں یا اپنی حکومتوں سے اسے ملک بدر کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

پاکستان میں بھی فری میسنری کا ایک بڑا لاج عرصہ دراز سے لاہور میں کام کر رہا تھا۔ تاہم ۱۹۶۸ء میں جماعت اسلامی کراچی کے ایک مرحوم دانشور منہاج الاسلام فاروقی نے انگریزی میں اس موضوع پر بہت چھان بین کر کے ایک اولین مستند کتاب بنام A Critical Study of Free Masonry لکھی اور اہلیان پاکستان کو پہلی بار تنظیم کی خباثوں سے آگاہ کیا۔ قارئین کو انہوں نے آگاہ کیا کہ پاکستان کی بعض اہم ترین شخصیات بھی فری میسنری کی رکن بن چکی ہیں جبکہ خود فوج میں بھی اس کا اثر پھیل رہا ہے۔ اگرچہ کتاب تو اس وقت کے صدر ایوب خان نے ضبط کر لی تھی لیکن فری میسنری کے خلاف اہلیان وطن کی یہ تحریک بہر حال رُکے بغیر آگے بڑھتی رہی تا آنکہ مرحوم ضیا الحق نے ۱۹۸۳ میں فری میسنری پر مکمل

قانونی پابندی عائد کر کے اس کے گرانڈ لاج کو بحق سرکار ضبط کر لیا۔ بعد ازاں گرانڈ لاج نے بھی خود کو بے قصور ثابت کرنے کی خاطر عدلیہ اور صدر پاکستان کو چند گزارشات پیش کیں۔ ان دستاویزات کی ایک تصویر جھلک مصنف بشیر احمد نے اپنی کتاب ”فری میسنری“ مطبوعہ راولپنڈی میں بھی پیش کی ہے۔ (۱۰)

درمیان میں اس تنظیم نے پنجاب ہائی کورٹ سے فیصلہ تبدیل کروالیا لیکن عوام کے دباؤ پر صدر ضیاء الحق نے ۱۹۷۳ء میں اس تنظیم کو خلاف قانون قرار دے کر اس کا ”لاج“ باقاعدہ ضبط کر لیا۔ باور کیا جاتا ہے کہ پاکستان کے روٹری کلبس اور لائسنز کلبس بھی اسی یہودی تحریک کی ذیلی شاخیں ہیں جو آج بھی پاکستان میں آزادانہ طور پر کام کر رہی ہیں۔ (۱۱)

حیرت انگیز طور پر اس تحریک میں اہم عیسائی شخصیات (صدر، وزراء، اعظم، اور بادشاہان) بھی شریک ہوتے رہے ہیں حالانکہ عیسائی سدا سے یہودیوں کے جانی دشمن بنے رہے ہیں۔ انگلینڈ کی ملکہ وکٹوریہ کے والد اور چچا بھی اس تحریک کے اہم ممبران رہے ہیں جبکہ موجودہ ملکہ برطانیہ کے دو بیٹے بھی فری میسن رکن ہیں۔ حتیٰ کہ برطانوی وزیر اعظم چرچل بھی اپنے زمانے میں فری میسنری رہ چکے ہیں۔ جنگ عظیم دوئم کو بھڑکانے میں اسی لئے انہوں نے اہم کردار بھی ادا کیا تھا۔ مسلم زعماء بھی اس تحریک میں مسلسل شامل ہوتے رہے ہیں۔ لیکن یہ وہ لوگ ہیں اسلام سے جن کا تعلق محض برائے نام ہوتا ہے۔ بلکہ فی الاصل خود کو اسلام کا فرزند قرار دینے میں وہ کراہیت ہی محسوس کرتے ہیں۔ ان مسلم حضرات کے نزدیک انسانیت اسلام سے بھی بڑھ کر اصل مذہب ہے۔

مختلف ممالک میں وہ کس طرح منفی سیاست کرتے اور وہاں ایک غیر عیسائی یا غیر اسلامی انقلاب کی پرورش کرتے ہیں، اس کی زندہ مثالیں فرانس اور ترکی ہیں۔

فرانس:

متفقہ طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ فرانسیسی حکمرانوں کے زوال میں فری میسنری نے نہایت اہم کردار ادا کیا تھا۔ فرانس میں یہ انقلاب وہ ایک طرف اپنا من پسند نظام برپا کرنے کے لیے لانا چاہ رہے تھے اور دوسری جانب وہ وہاں کے بادشاہوں سے اپنے ان ساتھیوں کا انتقام بھی لینا چاہ رہے تھے۔ جو بادشاہ کی جانب سے دی گئی پھانسی کی مختلف سزائیں بھگت رہے تھے۔ ۱۷۸۹ء میں ایک سرکاری دستے نے جب بادشاہ کے حکم پر فری میسنری رکن ”اوسٹرو“ کو گرفتار کیا تو جان بچانے کی خاطر اس نے وعدہ معاف گواہ بننا قبول کر لیا تھا اور انکشاف کیا تھا کہ فری میسنری پورے فرانس / یورپ میں انقلاب برپا کرنے کی تیاری کر رہی تھی۔

صورت حال یہ تھی کہ فرانسیسی قوم کے چاروں طرف خوف و دہشت کا ماحول پیدا کر دیا گیا تھا۔ گھڑسوار ایک شہر سے دوسرے شہر جا کر شہریوں کو یہ ”نوید“ سنارہے تھے کہ شہر کی جانب ڈاکو بڑھ رہے ہیں۔ اس لیے اب ہر شخص کو اسلحہ اٹھا لینا چاہیے۔ وہ اعلان کرتے تھے کہ بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ ہر جگہ آگ لگا دی جائے۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے ہر جگہ آگ اور

تباہی کے شعلے آسمان تک بلند ہونے لگے۔ پھر شہریوں نے خود ہی لوٹ مار بھی شروع کر دی۔ بلیڈ نما آلے اٹھائے ہوئے یہ مظاہرین دشمنوں کی گردنیں اڑانے کے لیے ہر طرف گھومنے پھرنے لگے۔ حال یہ ہو گیا تھا کہ ۱۷۹۳ء میں سارا فرانس خون میں نہا گیا تھا جبکہ صرف ایک شہر ہی میں پانچ سو بچے خون میں نہلا دیے گئے تھے۔ آخر کار انہوں نے وہاں اپنا مطلوبہ انقلاب برپا کروا کر ہی دم لیا۔ (۱۲)

فرانس میں نیولین کے زوال پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک کینیڈین اعلیٰ بحری کمانڈر اپنی کتاب ”پانزان دی گیم“ میں انکشاف کرتا ہے کہ ”الیومیناتی کا خفیہ شعبہ انقلاب جو کوئی نیشنل فری میسنری کے گرانڈ اورینٹ لاجز کے اندر قائم تھا، ان افراد کا مجموعہ تھا جو عالمی انقلابی تحریک کے پس پردہ خفیہ قوت تھے۔ صہیونیوں کا انقلاب جب فرانس میں کامیاب ہو گیا تو مذکورہ گرانڈ اورینٹ کے گرانڈ ماسٹر (صدر) نے یہ چونکا دینے والا جملہ ادا کیا تھا کہ ”فرانسیسی میسنری کی بیٹی، (آج کی) جمہوریہ فرانس کے نام۔۔۔ جو (آنے والے) کل کے آفاقی میسنری کی بیٹی ہے۔“ (۱۳)

اسپین:

”ولیم گائی کار“ فری میسنری کے افراد پر تبصرہ کرتے ہوئے مزید لکھتا ہے کہ انقلاب اسپین کے دوران میسنری افراد نے Military Brotherly Union کے نام سے (فوج کے اندر ہی) ۱۹۲۵ء سے کام کرنا شروع کر دیا تھا جس میں فوج کے انتہائی اعلیٰ افسران شامل ہو چکے تھے۔ گائی کار لکھتا ہے کہ تینس ڈویژنل جنرلوں میں سے اکیس جنرلز بذات خود میسنر تھے جو گرانڈ اورینٹ لاج کے باقاعدہ حلف بردار تھے (۱۴)۔

بحری کمانڈر ولیم گائی کار مزید لکھتا ہے کہ ”الیومیناتی“ صرف ان میسنروں کو اپنے اندر داخل کرتا ہے جنہوں نے خود کو بین الاقوامی طور پر منوالیا ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ اپنی انقلابی و تخریبی کارروائیوں کو خفیہ رکھنے کی خاطر سازشیوں (فری میسنر) نے اپنے اوپر انسان دوستی اور عوامی فلاح و بہبود کی چادر اوڑھ لی ہے۔

ترکی:

معروف برطانوی مصنف برنارڈ لیوکس جنگ عظیم دوم کے بعد ترکی کے حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہے کہ نئی چری یعنی ”نوجوان ترک تنظیم (Young Turks) کی سرگرمیوں کے لئے فری میسنر لاجز عمدہ مراکز ثابت ہوتے تھے۔“ واضح رہے کہ یہ نوجوان ترک وہ لوگ تھے (بشمول کمال اتاترک) جو فری میسنری کی پشت پناہی کے باعث عثمانی سلطان کے مقابلے میں مد مقابل کھڑے ہو گئے تھے۔ یہ لوگ اسلام بیزار اور مغربی ذہن کے مالک تھے۔ ترکی میں میسنر کے زیر اہتمام نکلنے والے اس دور کے رسالوں میں مضامین تحریر کیے جاتے تھے کہ ’مدرسوں اور مسجدوں کے میناروں کو ختم کیے بغیر انسان کا ضمیر آزاد نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کہ مسجد سے بلند ہونے والی اذانیں مؤذن کی چیخ و پکار سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہیں اس لئے فری میسنر کا فرض ہے کہ وہ ان آوازوں کو دبا دیں (۱۵)۔ اُس وقت کا ترک خلیفہ سلطان

عبدالحمید فری میسنری کی سرگرمیوں سے بہت خوفزدہ رہا کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے ان میسنروں کو پابندی اختیار کرنے اور دائرہ قانون میں لانے کی بہت منظم انداز میں کوشش بھی کی تھی۔ حیرت انگیز طور پر عبدالحمید سے پہلے کا سلطان مراد پنجم ایک فری میسنر رہ چکا تھا۔ (۱۶)

یہ بات بھی بہت واضح ہے کہ جدید ترکی کے بانی فرد مصطفیٰ کمال پاشا بھی ایک فری میسن تھے۔ (۱۷) اٹھارویں صدی کے بعد فری میسنر نے مختلف شکلیں اختیار کرنی شروع کر دیں۔ اس نے سیاسی اور فلسفیانہ تحریکوں سے وابستہ مختلف افراد کو بھی اپنی تنظیموں میں بھرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ حیرت انگیز طور پر وہ ویٹی کین کی مذہبی صفوں کے اندر بھی گھس گئے (۱۸)۔ اپنی عیاری و شیطانی حکمت سے فری میسنر نے عیسائی دنیا کے اُس طاقتور ادارے میں بھی فری میسنری نظریات کو داخل کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ دور میں پوپ نے یہودیوں پر سے حضرت عیسیٰ کے خون کا صدیوں پرانا الزام بھی سرکاری طور پر واپس لے لیا تھا۔ مسلمانوں سے مقابلے کے لئے پوپ آج انہی صہیونیوں کی پاسداری کرتے نظر آتے ہیں۔ اس کے برعکس ۱۷۳۸ء میں پوپ کلیمنٹ (پانچ) اور (چودہ) نے ان کی خباثوں کو پہچان لیا تھا اور پاپائی فرمان جاری کیا تھا کہ یہ تھوٹک چرچ اصرار کرتا ہے کہ میسنریوں کا دعویٰ اخلاقی و روحانی اخوت، چرچ کے اصول ہائے اخلاقیات کے لیے کھلا چیلنج ہے۔ فری میسنری کا یہ دعویٰ دراصل انسان کے انفرادی، سماجی و اخلاقی رویے کے بالکل خلاف ہے۔ ان پاپائے اعظم نے کہا تھا کہ چرچ کو فری میسنری کے اصول انتہائی رازداری پر بھی سخت تشویش ہے (۱۹)۔ ایک اور نو مسلم مغربی دانشور احمد تھامسن رقم طراز ہیں کہ ”آج کے تمام کافرانہ یا دجالی نظام کے اعلیٰ طبقاتی حکمران کوئی اور نہیں، بلکہ اسی فری میسنری کے لوگ ہیں۔ تاہم ان کی خفیہ سرگرمیوں پر یہ کہہ کر پردہ ڈال دیا جاتا ہے کہ وہ تو محض انسانی بھائی چارے اور خدمت خلق کی عالمی تنظیم ہے۔ لیکن عالمی معاملات اور حکومتوں کی اندرونی سرگرمیوں کے بارے میں ان کا جو وسیع اور ہمہ گیر اثر ہے، عام آدمی کو بد قسمتی سے اس کے بارے میں کچھ بھی پتہ نہیں ہے۔“ مصنف احمد تھامسن کے نزدیک فری میسنری کے لوگ آج کے دور میں حضرت موسیٰ کے دور کے وہ جادوگر ہیں جو ”جادو“ کے زور پر اپنے خفیہ مقاصد اس انداز سے حاصل کرتے ہیں جنہیں کوئی دماغ اور کوئی آنکھ آسانی سے محسوس نہیں کر سکتی۔ ”وہ جب چاہتے ہیں دنیا میں غیر محسوس انداز سے جنگوں کی آگ بھڑکا دیتے ہیں، اور جب چاہتے ہیں حکومتوں کے تختے الٹ دیتے ہیں۔ آنے والا دجال بھی اسی فری میسنری کے ذریعے دنیا کا نظام اپنے ہاتھوں میں لے لے گا۔“ احمد تھامسن کہتے ہیں کہ اگر فری میسنری کام نہ کر رہی ہوتی تو دجالی نظام اتنی تیزی کے ساتھ دنیا میں جڑیں نہ پکڑ سکتا (۲۰)۔ احمد تھامسن مزید وضاحت کرتے ہیں کہ دو بڑے عالمی مالیاتی ادارے ”آئی ایم ایف“ اور ”ورلڈ بینک“ دراصل فری میسنری ادارے ہی ہیں جن کا مقصد اقوام عالم کا مکمل مالیاتی قبضہ ہے۔ کوئی ملک اگر ایک دفعہ ان اداروں کا مقروض ہو جائے تو پھر اسے یہ ادارے ہدایات دیتے ہیں کہ ان قرضوں کو خرچ کس طرح

کرنا ہے۔ فری میسنری کے قائم کردہ یہ دو بڑے بینک اور ان کے علاوہ دیگر بڑے عالمی تجارتی بینک اپنے شکار ممالک کو اس کے باوجود قرضے دیتے رہتے ہیں کہ وہ ان قرضوں کو واپس کرنے کے قابل بھی نہیں رہ پاتے۔ شرط بس یہی ہوتی ہے کہ قرضوں کا استعمال وہ انہی بینکوں کی ہدایت کے تحت کریں گے جس کے لیے منصوبے (پروجیکٹس) بھی انہی فری میسنری کے کارندے تیار کر کے دیتے ہیں۔ تھامسن کہتے ہیں کہ مختلف ماتحت ممالک کو اپنی نوآبادی (Colony) بنانے کا یہ ایک بالکل جدید انداز (Neo Colonism) ہے۔ نیز یہ کہ دنیا کی کافر ریاستوں میں آج جو لوگ حکومتوں کی باگ ڈور سنبھالے بیٹھے ہیں، یہ دراصل وہی لوگ ہیں جن کے ہاتھوں میں مالیاتی کافرانہ اداروں کے اختیارات ہیں۔ یعنی دوسرے الفاظ میں وہ فری میسنری کے کارندے ہیں۔ (۲۱)

اس مقصد کے لیے ممالک کے اندر وہ بحران پیدا کرتے ہیں تاکہ کافر ممالک کی اشیائے صرف اور اسلحہ جات کی بیش از بیش فروخت ممکن بنائی جائے اور ناقابل یقین منافع سمیٹا جاسکے۔ منافع کے حصول اور مملکت پر قبضے کے لیے اسی باعث وہ ملکوں کو ادھار پر سامان سے بھرے جہاز بھی فروخت کرتے چلے جاتے ہیں۔ (۲۲)

مصنف کہتے ہیں کہ آج کے کافرانہ یا دجالی نظام کا اعلیٰ ترین بااختیار طبقہ بھی فری میسنری والے لوگ ہیں جنہیں انسانیت کے خدمت گزار اداروں کے بھیس میں ایک نئے روپ میں لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ انہی کی سازشوں کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ وہ انسانوں کو بھی ایک خاص تناسب سے پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ دنیا کی آبادی صرف انہی کے اعداد و شمار کے مطابق زمین پر رہ بس سکے۔ (۲۳)

عظیم روسی مصنف ”نالسائی“ کا شاہکار ناول War and Peace بھی دراصل فری میسن کی تحریک سے گندھا ہوا ہے (۲۴) جبکہ واسکو ڈے گاما کے بارے میں بھی فری میسنری ہونے کا شدید گمان پایا جاتا ہے۔ (۲۵)

پاکستان کے ایک اور محقق بشیر احمد رقم طراز ہیں کہ ”جرمنی میں فری میسنری اور یہودیوں پر کاری ضرب لگانے والا شخص ہٹلر تھا۔ اسی نے فری میسنری کو یہودیوں کا ایک اہم ہتھیار بتایا تھا اور اس پر پابندی عائد کی تھی“۔ (۲۶)

ایک روسی ملکہ ”زارینہ کیتھرائن دوم“ جس نے Imposter کے نام سے ایک مزاحیہ ناول لکھا تھا جس میں اس نے فری میسنری کا مذاق اڑایا تھا (۲۷)۔ یاد رکھنا چاہیے کہ روس کے اشتراکی و بالشیوکی انقلاب کے پیچھے بھی اسی فری میسن تحریک کا ہاتھ تھا۔ واضح رہنا چاہئے کہ پورے روس میں فری میسن لاجوں کا جال بچھ گیا تھا۔

روس کے بادشاہ زار اور ملکہ کیتھرائن کی ہمدردی حاصل کرنے والا اوباش، عیاش و بدکردار معروف پادری ”راسپوٹین“ بھی دراصل اندر سے فری میسنری ہی کا گماشتہ تھا جس نے اپنی عیاری اور ابلیسی سے پوری مملکت روس، اور خود بادشاہ پر بھی اپنا قبضہ جمالیاتھا۔ وہ اشتراکی یہودیوں کو ہر اندرونی راز سے باخبر رکھتا تھا۔ (۲۸)

فری میسنری کے حلف کی ایک اور خاص بات یہ ہے کہ مکمل ”میسن“ (معمار) کے درجے پر فائز کرتے ہوئے حلف

لیتے وقت اس کے ساتھ ایک پراسرار طریقہ اپنایا جاتا ہے۔ یعنی مذکورہ شخص کو اول تو گھٹنوں کے اوپر تک چڑھا ہوا پاجامہ پہننے کو دیا جاتا ہے، پھر اس کی کمر کے گرد رستہ ڈال کر اسے تین بل دیے جاتے ہیں۔ اس حالت میں اس کی ایک ٹانگ اور سینہ برہنہ ہوتے ہیں جبکہ اس کے پیروں میں جوتے بھی نہیں رہنے دیئے جاتے۔ مصباح الاسلام فاروقی کی مذکورہ کتاب میں اسی قسم کے ایک معزز شخص کی تصویر بھی دی ہوئی ہے۔ (۲۹)

فری میسنری تحریک کے بارے میں، (اسے تنظیم سے زیادہ ایک ”تحریک“ کہنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ اپنے حتمی مقصد تعمیر ہیكل کے حصول کی خاطر اس کی نایدہ سرگرمیاں ہر ملک میں سارے سال جاری رہتی ہیں۔ ہمیں یہ بھی جاننا چاہیے کہ امریکہ کے جس اعلان آزادی کی بہت شہرت ہے، اور جس پر ۱۷۷۶ء میں ۵۶ نامور امریکی شخصیات نے متفقہ طور پر دستخط کیے تھے، ان میں سے نوافراد خود فری میسن تھے۔ دوسری طرف امریکا کی سرکاری مہر (Grand Seal) کے پیچھے بھی ان کا صیہونی فلسفہ پنہاں تھا۔ مطلب یہ ہے کہ مہر میں موجود عقاب دراصل یہودی قبائل میں سے کسی ایک کا اپنا قومی نشان ہے، جبکہ اس کے سر پر تیرہ ستارے اس انداز سے ترتیب دئے گئے ہیں کہ سلیقے سے ایک خط کے ذریعے اگر انہیں باہم منسلک کیا جائے تو وہ خود کو چھ کونوں والا ستارہ ”داؤدی“ David Star بنا لیتے ہیں۔ نیز گرانڈ سیل میں پایا جانے والا اہرام بھی دراصل بر باد شدہ پرانے ہیكل کی یاد دلاتا ہے۔

مقتدہ قومی زبان اسلام آباد کی مستند انگریزی اردو لغت میں بھی فری میسنری کی وضاحت میں بتایا گیا ہے کہ تاریخی طور پر یہ ایک یہودی صیہونی تنظیم ہے جس کے ذریعے مختلف ممالک میں ایسے انقلابات پیدا کئے جاتے رہے ہیں جن سے استبدادی قوتوں کو فائدہ پہنچا ہے۔ ”اسکفورڈ پاکٹ انگلش ڈکشنری“ میں بھی اس کے بارے میں وضاحت کی گئی ہے کہ ’بھائی چارے کی ایک ایسی تنظیم جس کی وسیع خفیہ مذہبی عبادات ہوتی ہیں‘۔ (۳۰)

ویب سائٹ سے حاصل شدہ معلومات:

- انٹرنیٹ سے حاصل کردہ ایک علیحدہ مواد کے مطابق فری میسنری کی مزید تفصیلات حسب ذیل ہیں: (۳۱)
- ☆ امریکا کی آزادی کے بعد وہاں کی ہر ریاست میں آزاد یو ایس گرانڈ لاجز قائم ہونے شروع ہو گئے تھے۔
- ☆ بعض ممالک میں ان کے مرکزی دفاتر کے لئے گرانڈ لاج کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے جبکہ بعض دوسرے ممالک میں گرانڈ اور نیٹ استعمال کیا جاتا ہے۔
- ☆ ہر مین (رکن لاج) کو اپنے حدود ہی کی باقاعدہ ریگولر لاج میں آمد و رفت کی اجازت دی جاتی ہے۔ بصورت دیگر Irregular لاج میں آمد و رفت سے اسکی رکنیت معطل بھی کی جاسکتی ہے۔

Irregular لاج وہ ہوتا ہے، گرانڈ اور نیٹ یا گرانڈ لاج جس کی باقاعدہ منظوری نہیں دیتی۔ ہر مقامی لاج کے پاس اس کے اپنے وجود کا ایک باقاعدہ چارٹر یا فرمان ہونا لازم ہے ورنہ وہ لاج قرار نہیں پائے گا۔ فری میسنری کی